سلسلہ معماریہ

دلائل مرزا

(۳)

"گذشتہ مرقع بابت نومبر میں یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ منشی عبداللہ معمار امرتسری نے تہیہ کیا ہے کہ مرزا صاحب کے جملہ دلائل کو اباطیل ثابت کیا جائے چنانچہ مرزا صاحب کی پہلی دلیل آیت لَوْ تَقَوَّلَ پر بحث اُٹھائی ہے جسے مرزا صاحب نے بکثرت پیش کیا ہے۔ گذشتہ پرچہ میں قادیانیوں کی طرف روئے سخن تھا آج کے نمبر میں لاہوریوں کی طرف رخ ہے۔ پس ناظرین بغور پڑھیں۔" (مدیر)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کو ان کے پیش کردہ معیاروں ہی سے کاذب ثابت کرنے کے بعد اور قادیانی مرزائیوں کے عذرات کا رد کرنے کے بعد ہم **لاہوری مرزائیوں کی طرف توجہ** کرتے ہیں۔ لاہوری مرزائی مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ مگر ملہم اور موعود ضرور مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ مجاز تو نہیں کہ اس آیت کو جسے مرزا صاحب نے وحی نبوت کے متعلق بتایا ہے ہمارے سامنے پیش کریں۔ بلکہ جس شخص کا دعوئے نبوت نہ ہو اس کی صداقت پر اس آیت کو پیش کرنا بقول مرزا صاحب

"بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا ہے اور آیت لَوْ تَقَوَّلَ پر ہنسی ٹھٹھا کرنا شریروں کا کام ہے۔" (صلا ضمیمہ اربعین)

پس جب تک لاہوری مرزا صاحب کو نبی نہ مان لیں وہ اس آیت کو مرزائی صداقت پر پیش نہیں کر سکتے۔

ناظرین! کیا مزیدار بات ہے کہ مرزا صاحب تو آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ کو متعلقہ نبوت ٹھیرا کر اس سے اپنی سچائی ظاہر کرتے ہیں۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ ان کا دعوے نبوت تھا۔ مگر ان کے مرید بآواز بلند کہتے ہیں کہ "جو شخص اس

امت میں سے دعوے نبوت کرے وہ کذاب ہے۔" (ص ۱۱۵ النبوۃ فی الاسلام مصنفہ مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور)

لاہوری پارٹی کے ممبرو! کیا کہتے ہو؟

آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ سے استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب نے بہت سے مغالطے دئے ہیں۔ قارئین کرام نمبردار سنتے جائیں۔

پہلا مغالطہ آپ نے یہ دیا کہ آیت زیر بحث جو خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اسے تمام مدعیان نبوت والہام کے متعلق ظاہر کرکے اپنی صداقت پر تمسک کیا۔ اس پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔

دوسرا مغالطہ یہ دیا کہ کہیں تو لکھا کہ ہر ایک مفتری مدعی الہام عام اس سے کہ مدعی نبوت ہو یا صرف مدعی الہام، ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر ذیل میں ہے۔

"دیکھو خدا فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے میں جلدی مفتری کو پکڑتا ہوں۔"

(ص ۳۵ شہادۃ الملہمین مطبوعہ جون ۱۸۹۲ء)

اسی طرح ضیاء الحق ص ۴۴ انجام آتھم صفحہ ۴۹ و ۵۰ و ۶۳ پر بلا تخصیص دعوے نبوت مدعیان الہام کی ہلاکت لازمی قرار دی ہے۔[ف۱] ان تحریرات کے وقت سے ان پر سخت اعتراضات کی بوچھاڑ ہوتی تھی۔ کیونکہ دنیا میں ہزاروں کاذب مدعیان الہام موجود تھے اور ہیں جو صحیح وسلامت لعیش و راحت زندگی گذارتے ہیں۔ اس لئے ان اعتراضوں سے بچنے کو اربعین وغیرہ کے اندر لکھدیا کہ اس آیت کا حکم خاص مدعی نبوت کے لئے ہے۔ جیسا کہ ان کی تحریرات نقل ہو چکی ہیں۔

تیسرا مغالطہ ایسا ہی کئی ایک تحریرات میں مفتری کی فوری ہلاکت لکھی ہے۔ یعنی مفتری علے اللہ کو فوراً اور دست بدست سزا ملجاتی ہے اور اسے مہلت نہیں دیجاتی۔ جیسا کہ انجام آتھم میں ہے کہ

"قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں

ف۱ ان تحریرات کے وقت بقول میاں محمود احمد مرزا صاحب کا دعوے نبوت نہیں تھا (دیکھو القول الفصل ص ۲۴)

دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا۔
اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے (ص۴۹) وہ
پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت
جلد کھاتی رہی ہے × بیشک مفتری خدا کی لعنت کے نیچے ہے × اور جلد
مارا جاتا ہے (ص۵۰) تورات اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے
ہیں کہ افترا کرنے والا جلد تباہ ہوتا ہے۔" (انجام آتھم ص۲۳)

اسی طرح اس کے حاشیہ میں اور ایسا ہی ص۲۵ شہادۃ الملہمین و ص۴۴ ضیاء الحق وغیرہ پر مرقوم ہے کہ مفتری جلد مر جاتا ہے۔ مگر اربعین وغیرہ میں صادقوں اور کاذبوں میں امتیاز کے لئے ۲۳ سالہ مہلت قرار دی ہے۔ جیسا کہ ان کی تحریرات نقل ہو چکی ہیں جس کا یہی مطلب ہے کہ کاذب بیس بائیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے پورے تیئیس سال نہیں۔ کیونکہ تیئیس سال مہلت صادقوں کیلئے مقرر ہے۔ حالانکہ اوپر کی تحریروں میں کاذب کی فوری ہلاکت بتائی گئی ہے جو ۲۳ سالہ پیمانہ کے صریح مخالف ہے۔ خیر یہاں تک تو مرزا کی ایک چالاکی اور مغالطہ دہی کا اظہار تھا۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ مفتری مدعی اور صادق نبی کے جانچنے کو کسی خاص زمانہ کا مقرر کرنا صریح خلاف عقل ہے۔ وہ یوں کہ اگر خدا تعالےٰ دس یا بیس یا تیئیس سال کا زمانہ مدعی نبوت کی جانچ کیلئے مقرر کرتا تو دنیا میں کبھی کسی نبی کی امت ترقی نہ کرتی۔ کیونکہ ہر ایک عاقل انسان جس کو یہ علم ہوتا کہ کاذب نبی کو ماننا ابدی جہنم خریدنا ہے' ہرگز ہرگز کسی نبی کو جبتک کہ وہ زمانہ جو صادقوں کے پرکھنے کا الٰہی پیمانہ ہوتا گذر نہ جاتا' قبول نہ کرتا۔ اور اس زمانہ پرکھ یا مدت امتحان کے اندر جتنے لوگ صداقت کے پیاسے حق کے طالب فوت ہو جاتے ان پر کوئی گناہ کسی قسم کی گرفت ہرگز ہرگز جائز نہ ہوتی۔ اور کوئی شخص اس بات کا بھی مجاز نہ ہوتا کہ وہ قبل گذرنے زمانہ مقررہ کے کسی نبی پر ایمان لاتا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے خدائی قانون کی نافرمانی اور خلاف ورزی ہوتی کہ خدا نے صادق کاذب کی جانچ کیلئے اتنی مدت مقرر کی اور وہ قبل

اس کے گذارنے کے ایمان لے آیا۔

ناظرین کرام! اس ۲۳ سالہ میعاد والے معاملہ کے من گھڑت "ایجاد بندہ" ہونے پر اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے (جن میں بڑے بڑے تورات و انجیل کے عالم موجود تھے) ہرگز کسی مدت کا انتظار نہیں کیا، بلکہ جوقت انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم ہوئی فوراً ایمان لے آئے۔ اہل علم سے مخفی نہیں کہ چند ہی سالوں میں ایک جم غفیر توحید کے علمبرداروں کا ہوگیا۔ کوئی نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی ایمان لانے والے نے یا مخالف نے یہ سوال کیا ہو یا اعتراض اُٹھایا ہو کہ چونکہ خدا کی کتابوں میں یا انبیاء کی تعلیم میں ۲۳ سال صادقوں کو پرکھنے کیلئے مقرر ہیں لہذا ہم پر انتظار واجب ہے۔

دوستو! غور کرو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابی اس قانون الٰہی سے جسے آج مرزا صاحب قادیانی پیش کرتے ہیں واقف نہیں تھے کہ زمانہ صادقوں کے جانچنے کا ۲۳ سال مقرر ہے۔ صحابہ کرام کا اس کے متعلق سوال نہ کرنا ہی بتلا رہا ہے کہ یہ بات یاروں کی گھڑنت ہے۔ جس کا قرآن پاک اور صحف انبیاء میں نام تک نہیں۔

مرزائی دوستو! جبکہ بقول تمہارے نبی کے خدا نے صادقوں اور کاذبوں کے جانچنے کو ۲۳ سال کی مدت مقرر کی ہے تو تمہارے اسلاف حکیم نورالدین وغیرہ نے دعوے نبوتِ مرزا یا الہام مرزا پر تئیس سال گذرنے سے پہلے 'آمنّا' کہکر خدائی پیمانہ کی خلاف ورزی کیوں کی۔ کیوں نہ ۲۳ سال تک انتظار کیا۔ ایسے لوگ مومن مستحق نجات کسطرح ہوئے۔ غور کرو مکرر سہ کرر غور کرو کہ تمہارا مُطاع اور امام تو کہتا ہے کہ

"اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو × × تئیس برس × تک وحی الٰہی پانے کا دعوے کرتا رہا × × تو یقیناً سمجھو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے

× × ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ اس شخص نے
× × تیئیس برس کی مدت حاصل کر لی ہے" (ص ۲۶/۲۷ اربعین ۳)

بھائیو! تحریر بالا سے صاف عیاں ہے کہ تیئیس برس تک انتظار کرنا ضروری ہے۔ پس تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ سب کے سب حسب تحریر مرزا خدا کے نافرمان تھے (نعوذ باللہ) اسی طرح وہ سب مرزائی جنہوں نے مرزا صاحب کے دعوے کے ابتدائی ایام سے تیئیس برس تک ان کو مانا وہ حسب اصول مرزا قرآن و تورات و انجیل کے متفقہ حکم کی خلاف ورزی کرنے کے سبب قطعی نافرمان مستوجب سزا و مصداق آیت وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ۔ فَاسِقُوْنَ۔ ظَالِمُوْنَ تھے۔

مرزا صاحب کا چوتھا مغالطہ

مرزا صاحب نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے بہت سے مغالطے دئے ہیں اور عجیب وغریب دورنگی سے کام لیا ہے منجملہ اُن کے کئی ایک ظاہر کئے گئے ہیں۔ اب انکی ایک اور چالاکی ملاحظہ ہو۔

مفتری کیلئے سزاء ہلاکت کا زمانہ بتانے میں آپ نے کئی ایک میعادیں بتلائی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے جوں جوں آپ کی دعوے الہام کے بعد عمر گذرتی گئی میعاد کو بڑھاتے گئے۔ قارئین کرام سنتے جائیں۔ مرزا صاحب شہادۃ الملہمین کے ص ۳۵ پر لکھتے ہیں۔

"دیکھو خدا تعالے قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں۔ اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ لیکن اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر اب بفضلہ تعالے گیارھواں برس جاتا ہے۔ کیا یہ نشان نہیں۔ اگر خدا تعالے کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک × × ٹھیر سکتا"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک تو مفتری جلد ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کو مہلت

نہیں ملتی (لہذا تئیس سال میعاد والا ڈھکوسلہ مرزائی ایجاد ثابت ہوا) دوم یہ کہ زمانہ امتحان صادقین ۱۱ سال ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کو اتنی مہلت ملنی ان کے صادق ہونے کی دلیل ہے۔ بہت خوب۔ یہ کتاب شہادۃ الملہمین جون ۱۸۹۲ء کی تالیف ہے۔ اس کے قریباً آٹھ ماہ بعد آئینہ کمالات مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء میں لکھا ہے کہ

"یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو × × اس عمر تک ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت ہے۔" (صفحہ ۵۴)

معلوم ہوا کہ مدعی الہام کو بارہ برس کی مہلت ملنا اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے اگرچہ اس جگہ مرزا صاحب کا اپنے دعوے الہام پر بارہ برس لکھنا بدیں وجہ غلط ہے کہ جون ۱۸۹۲ء میں آپ نے گیارہ برس لکھے ہیں۔ جیسا کہ شہادۃ الملہمین کی عبارت میں مسطور ہے جو پہلے درج ہو چکی ہے۔ اور جون ۱۸۹۲ء سے فروری ۱۸۹۳ء تک آٹھ ماہ ہوتے ہیں۔ بایں حساب آئینہ کمالات کی تحریر کے وقت باقوال مرزا گیارہ سال آٹھ ماہ ہوتے ہیں جن کو مرزا صاحب نے بارہ برس لکھا ہے۔ تاہم اس کذب کو معمولی حسابی غلطی کہکر نظر انداز کرتے ہیں۔ آگے چلئے!

تحریر منقولہ بالا میں مرزا صاحب کا کاذب ہونا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ آئینہ کمالات میں جو فروری ۱۸۹۳ء کی تالیف ہے مرزا صاحب نے اپنے دعوے الہام پر "بارہ برس" لکھے ہیں۔ مگر اس کے ایک سال ۹ ماہ بعد بھی یہی بارہ برس بتاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب انوار الاسلام مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء پر رقمطراز ہیں

"کیا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی ہے کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعوے کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑے بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو بیان کریں۔" (صفحہ ۵)

ناظرین باتمکین! دیکھئے اس جگہ بھی وہی "بارہ برس" بتاتے ہیں جو اس سے پونے دو سال پہلے بتائے تھے۔ اس کے متعلق سوائے اس کے کہ

"حافظہ نہ باشد" اور کیا کہا جائیگا۔ آگے چلئے۔

انوار الاسلام مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۴ء (دیکھو اس کا ص۱۱) میں بارہ برس کی مہلت کو اپنے لئے صداقت کی دلیل لکھا ہے۔ مگر اس کے صرف پانچ ماہ بعد رسالہ ضیاء الحق مرقومہ ماہ مئی ۱۸۹۵ء (دیکھو اس کا حاشیہ ص۴۲) پر لکھا ہے کہ

"خدا تعالے نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسےٰ رکھا۔ کیا انسان اتنا لمبا منصوبہ کر سکتا ہے کہ جو افترا سولہ برس کے بعد کرنا تھا اس کی تمہید اتنی مدت پہلے جمادی اور خدا نے بھی (اس کو) اس قدر لمبی مہلت دیدی جس کی دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی۔" (حاشیہ ص۴۲)

برادران! غور فرمائیے، دسمبر ۱۸۹۵ء میں تو اپنے ملہم ہونے کی مدت بارہ برس لکھی۔ اور اس جگہ اس کے پانچ ہی ماہ بعد سولہ برس لکھ ماری۔ بتلائیے ایسے متخالف الاقوال شخص کو کون دانا ملہم یا مسیح موعود سمجھیگا۔ آہ! دورنگی سہ رنگی ملاحظہ ہو کہ کس آن بان سے لکھا ہے "کیا انسان اتنا لمبا منصوبہ کر سکتا ہے کہ جو افترا سولہ برس کے بعد کرنا تھا اسکی تمہید اتنی مدت پہلے جمادی"

اے جناب! اس میں کونسا استبعاد ہے؟ کیا انسان سے ایسا ہونا ناممکن ہے؟ بتلائیے ایسا ہو سکنے میں کونسی بات انسانی طاقت سے باہر ہے؟

یہ فقرہ "جو افترا سولہ برس کے بعد کرنا تھا" بھی جھوٹ ہے۔ براہین احمدیہ جس کا حوالہ مرزا جی نے دیا ہے ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء کی تالیف ہے (دیکھو نزول المسیح ص۱۲۰) اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے فتح الاسلام و ازالہ اوہام میں دعوے مسیحیت کیا۔ یعنی براہین احمدیہ سے قریباً دس یا بارہ سال بعد۔ لہذا مرزا جی کا "سولہ برس بعد" لکھنا صریح دھوکہ، بدیہی مغالطہ ہے۔ بہرحال تحریر منقولہ بالا مندرجہ ضیاء الحق ص۴۲ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے ۱۶ سالہ مہلت کو اپنے لئے بطور صداقت پیش کیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو۔ ضیاء الحق کے

قریباً ڈیڑھ سال بعد انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۴۹ و ۵۰ و ۶۳ پر لکھا ہے۔

"میرے دعوے الہام پر قریباً بیس برس گذر گئے۔" (ص۴۹) "کیا یہی خدا کی عادت ہے کہ ایسے کذاب مفتری کو جلد نہ پکڑے (ہاں) یہانتک کہ × × بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر جائے۔" (ص۵۰) کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب (مرزا صاحب اپنی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ بہت خوب سے ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ٭ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا) اور دجال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا پر جھوٹ باندھ رہا ہے ابتک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہ ہوا۔" (محبوب عالم گوجرانوالیہ ۲۵ سال سے مدعی رسالت موجود ہے)
(ص۶۳ انجام آتھم)

منقولہ بالا حوالجات میں پہلی عبارت کے اندر "قریباً بیس برس"۔ دوسری میں اس سے "زیادہ"۔ تیسری میں صرف "بیس برس"۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ جو شخص اپنے کلام کو بوحی الٰہی کہتا ہو "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ"۔ (ص۲۴ اشتہار انعامی پانچسو) اس کے کلام میں ایسا تضاد ہو۔ اور اس کے استدلال کی یہ حالت ہو کہ مئی ۱۸۹۵ء میں تو اپنے دعوے پر سولہ سال لکھے مگر ڈیڑھ ہی سال بعد بیس لکھدے۔ کیا سولہ جمع ڈیڑھ بیس ہوتے ہیں۔ ہاں ہاں وہ شخص جو دسمبر ۱۸۹۴ء کو اپنی تالیف انوار الاسلام میں اپنے دعوے الہام پر بارہ سال بتائے اور اس کے قریباً تین سال بعد "بیس برس سے زیادہ" ظاہر کرے اس کی عیاری، چالاکی، دھوکہ بازی پر کیا تعجب نہیں ہونا چاہئے؟ البتہ اگر یہ جواب دیا جائے کہ چونکہ مرزا صاحب روحانی مسیح تھے اس لئے ان کا حساب بھی روحانی تھا" تو البتہ ہمارا تعجب بے جا ہوگا۔

الحاصل تحریرات مندرجہ انجام آتھم میں مسیح قادیانی نے "قریباً بیس"۔ "بیس برس سے زیادہ"۔ "برابر بیس برس" مہلت پانا اپنی سچائی کی دلیل بتایا ہے۔ اب مرزا صاحب کی

بے نظیر چالاکی ملاحظہ ہو کہ اسی ۱۸۹۷ء میں (جس میں بیس برس لکھے ہیں) آپ نے دوسری کتاب "سراج منیر" مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں اپنے دعوے الہام پر پچیس سال لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کی تحریر ذیل۔

"کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک کی مہلت دی گئی ہو جیسا کہ اس بندہ کو (ص۲)

مرزائی دوستو! او مرزا صاحب کی مسیحائی کے بھروسہ پر ایمان کو ہلاک کرنے والو! کیا کہتے ہو؟ واللہ مجھے تمہاری قابل رحم حالت پر افسوس ہوتا ہے کہ تم باوجود لکھے پڑھے ہونے کے مرزا جی کی بھول بھلیاں میں پھنسے ہوئے ہو تثلیث کے مسئلہ پر تو گلا پھاڑ پھاڑ کر نتھنے پھلا پھلا کر اعتراض کیا کرتے ہو کہ

"یہ کیا بات ہوئی کہ ایک میں تین اور تین میں ایک"

مگر خدارا اپنی بھی تو کہو کہ

"یہ کیا الجھن ہے کہ اسی ۱۸۹۷ء میں بیس برس اور اسی میں پچیس برس"

اسے بھی نظر انداز کیجئے۔ کیونکہ جہاں ایک طرف مرزا صاحب اپنے دعاوی میں دن بدن ترقی کر رہے تھے، وہاں اگر زمانہ ابتدا الہام کی تاریخ بھی بڑھا دی تو کوئی بڑی بات نہیں۔ زیادہ تعجب خیز تو یہ امر ہے کہ اس کے قریباً تین سال بعد بجائے ۲۵ جمع ۳ کل ۲۸ سال کے صرف چوبیس سال ہی لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کا بیان ذیل۔

"کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کو افترا اور دعوے وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو۔ (ہاں اسی زمانہ میں محبوب عالم گوجرانوالہ میں موجود ہے) یعنی قریباً ۲۴ برس گذر گئے" (اشتہار مطبوعہ مئی ۱۹۰۰ء معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۹ ص۲۰)

مرزائی دوستو! کیا پڑھتے ہو۔ سنو تمہارے نبی کی یہ کتنی بڑی کرامت

(دجالیت) ہے کہ ۱۸۹۷ء میں تو ان کے دعوے پر بقول ان کے ۲۵ سال گذرے تھے مگر اس کے تین سال بعد ۱۹۰۰ء میں قریبًا چوبیس سال رہ گئے تھے کیا عجیب چیستان ہے۔

اس سے بھی بڑھکر گورکھ دھندا ملاحظہ ہو کہ اسی ۱۹۰۰ء میں دوسری جگہ مرزا صاحب "قریبًا تیس برس" بھی کہہ گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کی عبارت ذیل۔

"یہ دعوے منجانب اللہ ہونے اور مکالمات الٰہیہ کا قریبًا تیس برس سے ہے" (اربعین ۳ صفحہ ۹ مطبوعہ ۱۹۰۰ء)

دھوکے پر دھوکہ اور ملاحظہ ہو کہ ۱۹۰۰ء میں منقولہ بالا تحریر میں اپنے دعوے پر تیس برس بتائے ہیں مگر اس کے تین سال بعد بجا تینتیس ۳۳ ہونے کے تیئیس ۲۳ برس کے لگ بھگ رہ جاتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے۔

"خدا تعالےٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعوے منجانب اللہ ہونے کا تیئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے" (صفحہ ۶۳ تذکرۃ الشہادتین۔ تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے ضمیمہ صفحہ ۲ پر بھی ۲۳ سال لکھے ہیں)

حاصل ان سب تحریرات کا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے آیت لو تقول علینا الخ سے استدلال کرتے ہوئے کہیں تو مفتری کی سزا موت طبعی قرار دی ہے اور کہیں موت بالقتل۔ اسی طرح اگر ایک طرف اس آیت کا ہر مفتری کے متعلق ہونا لکھا ہے تو دوسری طرف خاص مدعی نبوت کے لئے کہا ہے۔ پھر کہیں مفتری کی سزا دست بدست اور جلدی بلا مہلت بتائی۔ اور دوسری طرف اس کے خلاف تیئیس سال انتظار برائے امتحان ضروری کہا ہے۔ ایسا ہی اگر ایک جگہ ۱۱ سال مہلت ملنی معیار صداقت بتائی ہے'

تو دوسری طرف ۱۲ سال - تیسری طرف ۱۶ سال لکھی تو چوتھی جگہ بیس سال - پھر کہیں تئیس سال اور کہیں چوبیس سال، کہیں ۲۵ اور کہیں ۳۰ سال - اس کی وجہ ہم بتا آئے ہیں یہ تھی کہ ابتدائے افترا سے جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی رہی، مدت معیار صداقت بڑھاتے گئے۔ جس میں اکثر جگہ کذب گوئی بھی کی -

اس دلیل میں مرزا صاحب نے جو جو عیارانہ چالیں اور مغالطہ آمیز پیرائے اختیار کرکے لوگوں کو دھوکے دئے ہیں ان سب کے اظہار اور ہر طور پر اس دلیل کے مرزا صاحب کے حق میں نہ ہونے کا ثبوت دینے کے بعد ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں - اور مرزا صاحب کی بقایا دلائل کی تردید کے لئے حق تعالےٰ سے توفیق مانگتے ہیں۔ وبہ نستعین علیہ توکلت والیہ انیب وھو حسبی ونعم النصیر :-

خادم امت مرزا

محمد عبداللہ معمار - امرتسر - کٹرہ کرم سنگھ - کوچہ عثمان ڈار

فیصلہ مرزا

مرزا صاحب قادیانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرکے دعا کی تھی کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرے۔ اس کا نام "آخری فیصلہ" رکھا تھا - اس دعا پر مفصل بحث کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق نہیں تھے - رسالہ ہذا عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں ہے - قیمت ۵ ر

(منیجر دفتر اہلحدیث سے منگائیں)